صفاتِ نبوی ﷺ میں اظہارِ حسن وجمال اور نفاست کا تحقیقی جائزہ

A research review of the expression of beauty and sophistication in the Prophet's attributes

Hafiz Mubashir Rasheed

PhD Scholar, Department of Islamic Studies, UET Lahore:

mubashirrasheed222@gmail.com

Sanaullah Farooqi

PhD Scholar, Department of Islamic Studies, Alhamd Islamic University, Islamabad:

farooqiabc@gmail.com

Abstract:

The personality of the Prophet Muhammad (PBUH) is the best example for us. His Highness was covered with all kinds of goodness and perfection. He taught us goodness through Islam. He liked excellence, sophistication and beauty in everything, every act of the Messenger of Allah was beautiful, every action was beautiful, every look was charming, every scene was attractive, every state was best. Your choice is the beautiful, the choice of the Holy Prophet is the highest, the speech of The Prophet is the most unique, the speed of the Prophet is the most unique, your sitting is unique, your gait is excellence, your words is brilliant, your smile is prosperous. , your morals, the goodness that can be considered in the world, or what a good human being considers to be good, was a part of the character of Prophet Muhammad (pbuh) and the motto of his good qualities. Rather, goodness and beauty are those which the Messenger of Allah (peace and blessings of Allah be upon him) adopted and liked for himself. It is ideal, no matter what the circumstances and matters, good manners are a part of the Holy Prophet's character. Whether it is the style of eating food or the manner of adorning the clothes, the quality of the clothes or its sewing and design, whether it is the weapons of war or the travel equipment, beauty in everything is the priority of the Prophet. It was not available, but he used to carry his luxury goods with him even when traveling. Goodness and excellence were an essential part of his optional affairs, he never abandoned them under any circumstances, but he also taught excellence and sophistication to his followers and did not like sloppiness, disorganization, ugliness or ugliness at all. The teaching of goodness is prominent in the

teachings of the Prophet ﷺ, and he was happy to see excellence and sophistication in any work and praised it.

Keywords: *Islam, Prophet Muhammad (PBUH), Sophistication, Beauty*

تمہید:

اس کائنات میں بے شمار مذاہب وادیان موجود ہیں، ان کے بانیان اور نمائندگان کے اقوال وتعلیمات کی بھی کمی نہیں، ہر کسی نے اپنے ماننے والوں کو کچھ نہ کچھ دینے کی کوشش اور سعی کی ہے۔ دنیا میں ہر کوئی دنیاوی حسن وجمال کے اختیار اور اس کے فروغ کا قائل ہے۔ مگر جب ہم مذاہب عالم کے بانیان کی ذاتی زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں یہ دیکھنے کو ملتا ہے کہ مسلمانوں کے علاوہ دنیا کے دوسرے مذہبی گروہوں میں یہ تصور پایا جاتا ہے کہ عبادت گزار نہانے دھونے سے جس قدر دور رہے گا اسی قدر وہ اللہ کے مقرب بندوں میں شامل ہوتا چلا جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے ہاں نہانا ایک عیب اور صاف ستھرے کپڑے پہننا عبادت اور للّٰہیت کے برعکس ہے۔ اور ان کے لٹریچر میں یہی چیز ملتی ہے کہ جنگلات کی زندگی میں ہی سکون ہے، دنیاوی آرائش وزیبائش کا تقویٰ وعبادت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس کے مقابلے میں جب ہم اپنے پیارے آقا جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں رسول اکرم ﷺ کائنات میں سب سے زیادہ پاکباز، صاف ستھرے، عمدہ ونفیس اور ذاتی وصفاتی اعتبار سے حسن وجمال کا عظیم الشان مرقع نظر آتے ہیں۔

صفائی ستھرائی اور اعمال کی عمدگی کا جو معیار رسولِ اکرم ﷺ کی حیات طیبہ سے حاصل ہوتا ہے بلاشک وشبہ اس کی نظیر کسی اور مذہب یا اس کے بانی میں قطعاً نہیں ملتی۔ آپ ﷺ کی ہر ادا خوبصورت، ہر عمل حسین، ہر جھلک دلکش، ہر منظر دلربا، ہر کیفیت دلکش اور دلآویز ہے۔ آپ ﷺ کی پسند سب سے عمدہ، حضور ﷺ کا انتخاب سب سے اعلیٰ، پیارے آقا کی گفتار سب سے نرالی، آنحضرت ﷺ کی رفتار سب سے منفرد، آپ کی بیٹھک بے مثال، آپ کی چال بے نظیر، آپ کا تکلم پر مغز، آپ کا تبسم پر رونق، آپ کا اخلاق لاریب، الغرض دنیا میں جو اچھائی سمجھی جاسکتی ہے، یا ایک سلیم الفطرت انسان جسے خوبی تصور کرتا ہے وہ حضورِ اکرم ﷺ کی ذاتِ طیبہ کا حصہ اور آپ کی صفاتِ حسنہ کا شعار تھی۔ بلکہ خوبی اور حسن وہی ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے اختیار کیا اور اسے اپنے لیے پسند فرمایا، اپنے اعمال اور معاملات میں حسن وخوبی اور جمال وکمال رسولِ اکرم ﷺ کی ذاتِ طیبہ کا خاصہ تھا، جو آپ ﷺ کے ہر عمل اور ہر معاملے میں واضح اور نمایاں ہے۔ آپ ﷺ اسے کسی صورت بھی ترک نہ فرماتے، بلکہ آپ اپنے ماننے والوں کو بھی عمدگی اور نفاست کی تعلیم دیتے اور بے ڈھنگا پن، بے ترتیبی، بدہیئتی یا بدصورتی کو قطعاً

پسند نہ فرماتے۔۔ رسولِ رحمت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سب سے زیادہ عمدہ مزاج رکھنے والے تھے، ظاہری وضع قطع اور بودوباش میں اچھائی اور عمدگی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی عادتِ مبارک تھی، اگر کہیں حالات کی تنگی اور مشکلات کے باعث ایسی کیفیت بنی ہے کہ رسول اللہ نے پیوند لگے کپڑے پہنے ہیں تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ہمیشہ کا تصور ہی ایسا پیش نہیں کیا جاسکتا! بلکہ رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ہر ادا اور عمل خوبصورت اور بہترین ہوتا، لوگوں کے لیے مثالی اور مشعل راہ ہوتا، کبھی کوئی ایسا عمل یا طریقہ نہیں اپنایا جو شانِ نبوت ومنصب رسالت کے خلاف ہو۔ تکلم وگفتار، عادات واطوار، معاملات وعبادات، حالت جنگ اور امن، سفر اور حضر، کاروبار اور تجارت ہر چیز میں عمدگی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ذات کا خاصہ تھا۔

پیکر شرم وحیا:

رسولِ مکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم شرم وحیا کا ایسا پیکر تھے کہ اپنے گھر کی چار دیواری میں بھی کنواری اور شرمیلی لڑکی سے بڑھ کر حیا کرنے والے تھے۔ تاریخ انسانی میں بیت اللہ الحرام کو کئی مرتبہ تعمیر کیا گیا اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کی تعمیر وترقی کا کام جاری رہتا ہے۔ پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے بھی نبوت ورسالت کے منصب پر فائز ہونے سے قبل اپنے قبیلے قریش کے ساتھ مل کر بیت اللہ الحرام کی تعمیر میں حصہ لیا، مگر وہاں پر آقا کریم ﷺ کے ساتھ ایک ایسا عجیب معاملہ پیش آتا ہے کہ سب لوگ حیران رہ جاتے ہیں، اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شرم وحیاء ایک مثال بن جاتی ہے، چنانچہ علامہ محمد غزالی ☑ نقل کرتے ہیں ''حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ جب کعبہ شریف کی تعمیر نو ہونے لگی تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور حضرت عباس بھی پتھر اٹھانے لگے۔ حضرت عباس نے کہا: اپنا تہہ بند اتار کر کندھے پر رکھ لو تو پتھر سے تکلیف نہیں پہنچے گی۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ایسا کیا تو بے ہوش ہو کر گر پڑے اور آنکھیں آسمان کی طرف اٹھ گئیں اور ''میرا تہہ بند، میرا تہہ بند'' کی صدا نکالنے لگے۔ چنانچہ تہہ بند باندھ دیا گیا۔ اس کے بعد کبھی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو بے لباس نہیں دیکھا گیا۔[1]

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ازار اترنے کے فوراً بعد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بے ہوش ہو جاتے ہیں، اور بار بار آوازیں لگا کر اپنا ازار طلب فرماتے ہیں۔ یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ پیدائشی طور پر ہی اللہ تعالیٰ نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے وجودِ اطہر کو شرم وحیاء پر تخلیق فرمایا تھا۔ جس کی وجہ سے بے لباس اور برہنہ ہونا آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے برداشت نہ ہوا۔

---

[1] ندوی، ابو مسعود اظہر، سیرتِ پیغمبرِ اسلام صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، نشریات، لاہور، پاکستان، ص75

رسولِ کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس شرم وحیا کا پیکر تھی، کیونکہ حیا اسلام کی بہت عظیم خوبی ہے۔ حیا کی وجہ سے انسان ہر قسم کی قبیح باتوں اور بری عادات وخصائل سے بچتا ہے۔ اور فضیلت ومحاسن پر عمل کرتا ہے۔ نیکی میں آگے بڑھتا ہے اور برائی میں اس کے قدم رک جاتے ہیں۔ اور آپ ﷺ تو اس قدر شرم وحیا کے مالک تھے کہ کنواری لڑکی کی شرم وحیا بھی آپ ﷺ سے کم تھی۔ چنانچہ سیدنا ابو سعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں۔

"كان النبي صلى الله عليه و سلم أشد حياء من العذراء في خدرها "[2]

"نبی ﷺ پردہ نشین دوشیزہ سے بھی زیادہ شرمیلے اور حیادار تھے۔"

اور نبی مکرم ﷺ کی شرم وحیا کا عالم تو یہ تھا کہ اگر آپ ﷺ کسی شخص کو تنبیہ فرماتے تو سب کے سامنے نہ فرماتے، بلکہ اسے علیحدگی میں سمجھاتے۔ اور اگر بھری محفل میں تنبیہ کرنا مقصود ہوتا تو پھر ایسے کلمات ارشاد فرماتے جن سے کوئی مخصوص شخص نشانہ نہ بنتا، کہ اس کی عزت پر حرف آئے اور وہ اس میں اپنے عار اور ذلت سمجھے، بلکہ سب کو تنبیہ کرنے کے انداز میں بات کی جاتی۔ اس سے مخصوص شخص کی اصلاح بھی ہو جاتی، اس کی عزت بھی محفوظ رہتی اور بقیہ لوگ بھی خبردار ہو جاتے، اس طرح متعلقہ شخص کو سب کے سامنے شرمسار نہیں ہونا پڑتا تھا۔

تبسمِ رسول ﷺ:

یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ رسولِ مکرم ﷺ کو نفاست وعمدگی کے اظہار کے لیے تصنع اور بناوٹ سے کام نہیں لینا پڑتا تھا۔ بلکہ آپ ﷺ کے رُخِ انور سے ہی نفاست کی جھلکیاں نمایاں ہوتی تھیں، اور آپ ﷺ کی ہر ادا خوبصورتی کا مظہر تھی، رحمت عالم ﷺ کے چہرہ مبارک پر ہمیشہ مسکراہٹ سجی رہتی تھی۔ آپ کی حسین مسکراہٹ غیروں کو اپنا اور دشمنوں کو دوست بناتی تھی۔ اور دنیائے کائنات کے کیسے خوبصورت کردار کے حامل پیغمبر ﷺ ہیں کہ جن کی ادائیں دلفریب اور صفات دلکش ہیں۔ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ بیٹھتے، ان کی باتیں سنتے، ان کی عمدہ شاعری سے خوش ہوتے اور ان کے ماضی کی داستانیں سن کر لطف اُٹھاتے۔ صحابہ کھکھلا کر ہنستے تو آپ ﷺ بھی نہایت دلنواز مسکراہٹ کے ساتھ ان کا ساتھ دیتے۔ آپ ﷺ کو ذاتی طور پر کسی سے رنج پہنچتا تو درگزر فرماتے، کوئی تکلیف دیتا تو اُسے معاف کر دیتے۔ آپ ﷺ کسی سے انتقام نہیں لیتے تھے۔ ذاتی تکلیف کا بدلہ لینا آپ کی سرشت ہی میں نہیں تھا۔ البتہ احکامِ ربانی کی نافرمانی ہوتی اور حدود اللہ کی پامالی کا ارتکاب کیا جاتا تو

---

[2] بخاری ، محمد بن اسماعیل ، الجامع الصحیح ، كتاب المناقب ، باب صفة النبی ﷺ

آپ اللہ کے لیے انتقام لیتے اور شرعی حدود کے نفاذ کا یقینی اہتمام فرماتے۔ چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

"ما ضرب رسول الله -ﷺ- شيئا قط بيده ولا امرأة ولا خادما إلا أن يجاهد في سبيل الله وما نيل منه شيء قط فينتقم من صاحبه إلا أن ينتهك شيء من محارم الله فينتقم لله عز وجل".[3]

"رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے کبھی کسی عورت یا خادم وغیرہ کو نہیں مارا، البتہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے تلوار چلائی، آپ کو کوئی تکلیف پہنچاتا تو آپ اس شخص سے انتقام نہیں لیتے تھے۔ لیکن اگر اللہ کی حرام کردہ اشیاء کا ارتکاب کیا جاتا تو آپ اللہ عزوجل کے لیے انتقام لیتے تھے۔"

خوشی و مسرت اور رنج و غم کے لمحات:

ہنسنا اور رونا انسانی فطرت میں شامل ہے، انسانی زندگی ایسے مواقع اس کی حیات کا لازمہ ہیں کہ جب وہ ہنستا ہے اور کبھی ایسے مواقع بھی دیکھنے پڑتے ہیں اور انسان کے ساتھ ایسے معاملات بھی پیش آتے ہیں کہ جب انسان آبدیدہ ہو جاتا ہے۔ رسولِ مکرم ﷺ کی نفاست اور عمدگی کی مثال پیش نہیں کی جاسکتی، کہ آپ ﷺ کا ہنسنا بھی مثالی اور رونا بھی اسوہ حسنہ ہے۔ ہنستے وقت پورا منہ کھول کر ہنسنا، قہقہے لگانا، شور کرنا، گلا پھاڑ پھاڑ کر خوشی ظاہر کرنا یا زور وشور سے ہنسنا معیوب سمجھا جاتا ہے، اور رسولِ اکرم ﷺ کی ذاتِ مبارکہ ایسے انداز سے بالکل مبرا تھی، آپ ﷺ اگر ہنستے ہیں تو بھی باوقار انداز میں، اور عموماً آپ ﷺ کا ہنسنا بھی صرف مسکراہٹ پر مشتمل ہوتا تھا، البتہ موقع کی مناسبت سے مسکراہٹ کبھی زیادہ ہوتی تھی اور کبھی کم ہوتی تھی۔ چنانچہ عبداللہ بن حارث بن جزء بیان کرتے ہیں کہ:

ما كان ضحك رسول الله صلى الله عليه و سلم إلا تبسما [4]

"رسول اللہ ﷺ کا ہنسنا صرف مسکراہٹ کی صورت میں ہوتا تھا۔"

اور روتے وقت چیخ وپکار کرنا، جاہلیت کے جملے بولنا، گریبان چاک کرنا، رخسار پیٹنا، بے بسی کے انداز میں نڈھال ہو جانا، پاگل یا مجنون نظر آنا، رسول اللہ ﷺ کے شایانِ شان نہ تھا، اسی لیے آپ ﷺ نے اس سے احتراز

---

[3] القشيري، الصحيح لمسلم،كتاب الفضائل،باب مباعدتهﷺ للآثام واختياره من المباح أسهله وانتقامه لله عند انتهاك حرماته

[4] ترمذی،محمد بن عيسىٰ ، الجامع الترمذي، كتاب المناقب، باب في بشاشة النبي ﷺ

بھی کیا اور امت کو بھی اس کی تعلیم دی، اور آپ ﷺ کے رونے میں بھی نفاست اور عمدگی نمایاں تھی، کہ رحمت کائنات ﷺ روتے وقت آنسو بہاتے اور زبان پر رضائے الٰہی کے کلمات جاری ہوتے تھے۔ روتے وقت اللہ تعالیٰ کی ناشکری یا بے صبری کے الفاظ قطعاً زبان مبارک پر نہ لاتے، اور آپ ﷺ واویلا کرتے اور نہ شور مچاتے، بلکہ صبر و تحمل سے صدمے کو برداشت کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ سے اجر کی امید رکھتے تھے۔

جلال نبوی ﷺ کے مظاہر:

انسانی زندگی میں بہت سے کام اور معاملات ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جن کی وجہ سے انسان کو طبعی طور پر غصہ آجاتا ہے، غصہ کا آجانا مذموم نہیں، مگر غصے کی حالت میں آپے سے باہر ہو جانا اور زبان کو بے لگام کر دینا، یا اپنے اعضاء پر کنٹرول کھو دینا انتہائی ناپسندہ اور ناجائز ہے۔ بہت سے لوگ غصے کی حالت میں اپنی زبان سے ایسے ایسے الفاظ کہہ دیتے ہیں جن کا خمیازہ انہیں ساری زندگی بھگتنا پڑتا ہے۔ انسان ہونے کے ناطے رسولِ مکرم ﷺ بھی بعض دفعہ غصے کی حالت میں دیکھے جاتے تھے۔ مگر آپ ﷺ کا شدید غصے کی حالت میں بھی اپنے اعضاء پر مکمل کنٹرول ہوتا اور وہ اللہ کی نافرمانی یا عصیان کے بجائے طاعت الٰہی میں مصروف ہوتے۔ اور آپ ﷺ کی غصے کی حالت بھی اتنی عمدہ اور پاکیزہ ہوتی کہ جس میں کسی کو ڈانٹ ڈپٹ، گالی گلوچ یا لعن طعن تو در کنار، زبانِ مبارک سے اُف تک بھی ادا نہ ہوتا تھا۔ بلکہ آپ ﷺ کے غصے کا انداز آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو آپ ﷺ کے چہرے کی رنگت سے ہوتا تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا تو لوگوں نے اس پر عمل کرنے میں حیل وحجت سے کام لیا، راوی کہتے ہیں:

"ثم دخل على عائشة غضبان . فرأت الغضب في وجهه ، فقالت : من أغضبك ؟ أغضبه الله ! قال: ومالي لا أغضب وأنا آمر أمرا فلا أتبع" [5]

''پھر آپ ﷺ غصے کی حالت میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے، تو انہوں نے آپ ﷺ کے چہرے پر غصے کے نشانات دیکھ لیے، تو عرض کی۔ آپ کو کس نے غصہ دلایا ہے؟ اللہ اس پر غصہ کرے، آپ ﷺ نے فرمایا: میں کیوں غصہ نہ کروں کہ میں ایک کام کے کرنے کا حکم دے رہا ہوں اور اس کی پیروی نہیں کی جا رہی۔''

---

[5] قزوینی، محمد بن یزید، ابن ماجه ، السنن، کتاب المناسک ، باب فسخ الحج

نبی محترم ﷺ کے ہر قول کی اتباع اہل ایمان پر فرض ہے، اس سے انکار کسی صورت بھی جائز نہیں ہے، اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے بعض لوگوں نے آپ ﷺ کی بات ماننے میں پس وپیش سے کام لیا، جو کہ جائز اور درست نہ تھا، اور آپ ﷺ اس وجہ سے پریشان ہو کر غصے میں آئے مگر زبان مبارک پر ایسی گرفت ہے کہ اس سے کوئی غلط بات تو در کنار، ایسا کوئی جملہ بھی ادا نہیں کیا کہ جس سے کسی کو تکلیف پہنچے یا کوئی پریشان ہو۔

زبانِ نبوت اور اندازِ تکلم:

رسول محتشم ﷺ کی زبان مبارک صرف سچائی کی ترجمان تھی، جب آپ خاموشی اختیار کرتے تو وہ ذکر الٰہی اور تدبر و تفکر کے باعث ہوتی۔ آپ پر تکلف گفتگو کے عادی نہ تھے۔ سادہ، بامقصد، سچی اور دل کی گہرائی میں اتر جانے والی گفت گو آپ ﷺ کا ممتاز وصف تھی۔ فصیح و بلیغ عرب قوم سے تعلق رکھنے والے رسولِ مکرم ﷺ خود سب سے زیادہ فصاحت وبلاغت والے تھے۔ مختصر اور حکمت و دانائی سے لبریز کلام آپ ﷺ کی نمایاں خوبی تھی، آپ ﷺ اکثر خاموش رہتے، اللہ تعالیٰ کے کلام اور اس کی کائنات اور مخلوق میں غور و فکر کرتے ہوئے وقت گزارتے۔ جب بولتے تو نہایت نپی تلی گفتگو فرماتے۔ اور آپ ﷺ کی گفتگو میں بہت زیادہ ٹھہراؤ تھا، جسے سمجھ لینا ہر کسی کے لیے بالکل آسانی سے ممکن تھا۔ نہایت تیز کلام کرنا، الفاظ کو چباچبا کر ادا کرنا اور نہایت تکلف سے بولنا آپ ﷺ کو قطعاً پسند نہ تھا۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے دلکش اسلوبِ کلام کی وضاحت کرتے ہوئے بیان کرتی ہیں:

"ما كان رسول الله صلى الله عليه و سلم يسرد سردكم هذا ولكنه كان يتكلم بكلام بينه فصل يحفظه من جلس إليه" [6]

''رسول اللہ ﷺ تمہاری طرح تیزی اور طراری سے گفتگو نہیں کرتے تھے۔ آپ ﷺ ٹھہر ٹھہر کر گفتگو فرماتے، حاضرین مجلس آپ ﷺ کے ارشادات یاد کر لیتے تھے۔''

آپ ﷺ کی خوش خوراکی:

پیارے پیغمبر جناب محمد ﷺ کی خوراک سادہ مگر عمدہ اور اچھی تھی۔ آپ ﷺ کسی قسم کا تکلف روا نہ رکھتے تھے۔ ہر حلال چیز حسب خواہش وضرورت نوش فرماتے۔ بہت پر تکلف کھانے اور دستر خوان آپ کی پسند نہ

---

[6] ترمذی، محمد بن عیسیٰ ، الجامع الترمذی، کتاب المناقب، باب فی کلام النبی ﷺ

تھی، اور خوراک کی مقدار بھی انتہائی معمولی اور کم ہوتی تھی کہ جس سے کمر سیدھی رہے اور زندگی کے گزران چلتی رہے۔ ایسا نہ تھا کہ بہت مرغن کھائیں اور پیٹ بھر کے کھائیں، بلکہ سادہ کم خوراک تھے مگر خوش خوراکی بھی آپ ﷺ کے مزاج کا حصہ تھی۔ کھائے جانے والے جانوروں میں مچھلی کے گوشت کا ذائقہ اور اس کی عمدگی معروف ہے، رسول اللہ ﷺ بھی مچھلی کا گوشت پسند فرماتے تھے، اور دیگر جانوروں میں شانے کے گوشت کو پسند فرماتے تھے۔ شانے کا گوشت انتہائی عمدہ، کھانے میں لذیذ، طاقت دینے میں مقوی اور مفید ہوتا ہے، لہٰذا رسول اللہ ﷺ اسے پسند فرماتے تھے۔ چنانچہ سیدنا عبد اللہ بن عباس سے بیان کرتے ہیں:

"تعرق رسول الله صلى الله عليه و سلم كتفا ثم قام فصلى ولم يتوضأ"[7]

”رسول اللہ ﷺ نے شانے کا گوشت کھایا، پھر اُٹھے، نماز پڑھی لیکن آپ ﷺ نے نیا وضو نہیں کیا۔“

آدابِ طعام میں نفاست:

شریعت اسلامیہ نے ہر چیز میں ہی اعتدال اور میانہ روی کا حکم دیا ہے اسی طرح کھانا کھاتے ہوئے بھی رسول اللہ ﷺ میانہ روی کے انداز کو اپناتے ہوئے تین انگلیوں سے کھانا تناول فرماتے تھے۔ ٹیک لگا کر کھانا جیسے دیکھنے میں معیوب ہے اسی طرح صحت کے اصولوں کے بھی منافی ہے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ ٹیک لگا کر کھانا کھانا پسند نہ فرماتے تھے۔ اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لا آكل وأنا متكیء"[8]

”میں ٹیک لگا کر نہیں کھاتا۔“

رسول اللہ ﷺ نے آج سے چودہ سو سال پہلے اپنے عمل اور اسوہ حسنہ کے ذریعے امت کو یہ تعلیم دی ہے کہ ٹیک لگا کر کھانا کھانا پسندیدہ اور مستحب نہیں ہے۔ اور اب سائنس نے بھی ثابت کر دیا ہے کہ جب کھانے والا سیدھا بیٹھا ہو تو غذا کھانے کی نالی سے گزر کر سیدھی معدے میں پہنچ جاتی ہے۔ یہ عمل افعالِ ہضم میں سہولت کا سبب بنتا ہے۔ اگر اس نے ٹیک لگا رکھی ہے یا وہ کھڑے کھڑے یا چلتے پھرتے کھا رہا ہے تو خوراک کے غذائی نالی سے گزرنے اور ہضم ہونے میں مشکل پیش آسکتی ہے۔ اس لیے بیٹھ کر اور ٹیک لگائے بغیر کھانا کھانا شرعی اور طبی دونوں اعتبار سے فائدہ مند اور انسان کی اپنی صحت کے لیے بہتر اور اچھا ہے۔

---

[7] بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الاطعمه، باب النهس وانتشال اللحم

[8] بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الاطعمه، باب الاکل متکئا

لباس کی عمدگی اور وقار:

نبی کریم ﷺ نے لباس کے معاملے میں طہارت و نفاست کا ایسا اعلیٰ معیار قائم فرمایا ہے جس کی مثال نہیں ملتی۔ رسولِ اکرم ﷺ بڑا سادہ اور متواضع لباس پہنتے تھے، لیکن یہ اتنا پاکیزہ، صاف شفاف اور اُجلا ہوتا تھا کہ اسے پہن کر اونچی سے اونچی مجلس میں پورے اعتماد اور وقار کے ساتھ بیٹھا جا سکتا تھا۔ آپ ﷺ کو میلا کپڑا گوارا ہی نہ تھا۔ آپ ﷺ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھی صاف ستھرا اور اچھا لباس پہننے کی تاکید فرماتے تھے۔ آپ ﷺ کا عام لباس چادر، قمیص، تہبند اور عمامہ مبارک تھا۔ شاہِ حبش نجاشی نے خدمت عالیہ میں کالے رنگ کے چرمی موزے بطورِ تحفہ بھیجے تو آپ ﷺ نے بخوشی پہن لیے۔ آپ ﷺ نے متعدد مواقع پر قیمتی، عمدہ اور بہت نفیس لباس بھی زیبِ تن فرمایا۔

عمامہ مبارک:

عمامہ پہننا سرکارِ دوعالم ﷺ کی سنت مبارکہ ہے۔ آپ ﷺ اکثر عمامہ باندھا کرتے تھے، اس سے انسان کی شرافت وظرافت کا اظہار بھی ہوتا ہے اور دیکھنے والوں کی نظر تکریم واحترام کا جذبہ بھی پیدا ہوتا ہے، جیسا کہ سیرت انسائیکلوپیڈیا میں بیان کیا گیا ہے کہ "کسی نے سیدنا عبد اللہ بن عمر سے پوچھا: اللہ کے رسول ﷺ عمامہ کس طرح باندھتے تھے؟ انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ گول پیچ دار عمامہ باندھتے تھے۔ ایک شملہ پیچھے کی طرف ہوتا تھا۔ اور ایک شملہ کندھوں کے بیچ سے ہوتا ہوا نیچے جاتا تھا۔[9]

آپ ﷺ کی ذاتی پسند اور نفاست بھی ایسے اعلیٰ درجے کی تھی کہ جو چیز آپ ﷺ کو دیکھنے میں اچھی نہ لگتی، آپ ﷺ اسے تبدیل کرنے کا حکم دیتے اور بعض دفعہ خود اپنے مبارک ہاتھوں سے اسے تبدیل فرمادیتے تھے۔ چنانچہ سیدنا عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عبد الرحمٰن بن عوف کو حکم دیا کہ ایک جہادی مہم کے لیے تیاری کرو۔ تمہیں اس مہم کا امیر بنایا جائے گا۔ سیدنا عبد الرحمٰن بن عوف اگلی صبح حاضر خدمت

---

[9] کیلانی، محمد ابراہیم، طاہر، حافظ، سیرت انسائیکلوپیڈیا، دارالسلام، لاہور، پاکستان، ج11، ص253

ہوئے۔ اس وقت انہوں نے کھدر کے کپڑے کا سیاہ عمامہ باندھا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے کھول دیا، پھر خود ان کے سر پر سفید عمامہ باندھا اور اس کا شملہ پیچھے کی جانب چار اُنگلی یا ایک بالشت رکھا اور پھر فرمایا:

اے عوف کے بیٹے! اس طرح عمامہ باندھا کرو، یہ زیادہ خوبصورت اور پسندیدہ ہے۔[10]

اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ رسول مکرم ﷺ نفاست و نظافت کو نہ صرف اپنی ذاتِ اطہر کے لیے پسند فرماتے تھے، بلکہ لوگوں میں بھی اسی عمدگی کے خواہاں تھے، چنانچہ "حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری ؓ سے روایت ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ بنی انمار کے لیے مدینہ سے نکلے، ہمارے ساتھ ایک آدمی تھا جس کا سامانِ سفر ہم نے ہی تیار کیا، وہ ہمارے جانور چرایا کرتا تھا، جب میں نے اس کا سامان تیار کر دیا تو وہ جانور چرانے کے لیے نکلا، اس وقت اس نے اپنے اوپر دو پھٹی پرانی چادریں لے رکھی تھیں، رسول اللہ ﷺ کو ناگوار گزری تو آپ ﷺ نے پوچھا: کیا اس کے پاس اور کپڑے نہیں ہیں؟ میں نے حضرت جابر سے عرض کی، کیوں نہیں۔ یارسول اللہ ﷺ! اور کپڑے گٹھڑی میں بندھے ہیں، میں نے خود اسے پہننے کے لیے دیے ہیں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، اسے بلاؤ اور کہو کہ وہ کپڑے پہنے۔ میں نے اسے بلایا اور نبی اکرم ﷺ کا حکم بتایا، تو اس نے صاف ستھرے کپڑے پہن لیے اور واپس چل دیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کی سوچ کیسی ہے۔ کیا اسے یہ لباس اچھا نہیں لگ رہا؟ اللہ اس کی گردن مارے۔ آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی آواز سن لی اور کہنے لگا: یارسول اللہ ﷺ! کیا اللہ کی راہ میں مارا جاؤں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ اللہ کی راہ میں مارے جاؤ۔ چنانچہ وہ آدمی اسی غزوہ میں شہید ہو گیا۔[11]

---

[10] بصری، ابوبکر احمد بن عمرو ، مسند البزار، دارالکتب العلمیه ، بیروت ، لبنان، ج12، ص 315

[11] مالک بن انس، امام ،المؤطا، محقق، محمد مصطفی اعظمی، مؤسسه زاید بن سلطان آل نہیان، ج 5، ص 1337

شاہی حلہ میں رسولِ رحمت ﷺ:

اپنے زمانے میں موجود ملبوسات میں سے بہترین، قیمتی اور انتہائی خوبصورت لباس بھی رسول اللہ ﷺ نے زیب تن کیا، ایسا نہیں ہے کہ آپ ﷺ کا لباس عام، گھٹیا یا معمولی ہوتا تھا، اگر حالات کے پیش نظر کبھی رسول مکرم ﷺ نے معمولی لباس بھی پہنا ہے تو یہ آپ ﷺ کا معمول قرار دے دینا مناسب نہیں ہے بلکہ بعض دفعہ آپ ﷺ کو ہدیہ دیا جاتا یا مال غنیمت سے انتہائی قیمتی چیزیں بھی آپ کو میسر آتیں تو آپ ﷺ انہیں اپنے استعمال میں لے آتے تھے، بہترین یا قیمتی لباس سے بالکل کنارہ کش ہو جانا آپ ﷺ کا طریقہ نہ تھا، آپ ﷺ کئی دفعہ خود خرید کر بھی انتہائی قیمتی لباس زیب تن فرمایا ہے۔ چنانچہ سیدنا انس سے مروی ہے کہ:

"أن ملك ذي يزن أهدى إلى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- حلة أخذها بثلاثة وثلاثين بعيرا أو ثلاث وثلاثين ناقة فقبلها." [12]

"شاہِ ذی یزن (بنو حمیر) نے ایک حلہ (جامہ اور چادر یا جبہ، جسے چُغہ بھی کہتے ہیں، یعنی مکمل لباس جیسے ہمارے ہاں شلوار قمیص ہوتی ہے) تینتیس اونٹوں یا اونٹنیوں کے عوض خریدا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں بطورِ ہدیہ بھیجا، آپ ﷺ نے یہ ہدیہ قبول فرمالیا۔"

اور ایک روایت میں یہ ذکر بھی موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خود خرید کر بھی انتہائی قیمتی لباس پہنا ،حالانکہ رسول اللہ ﷺ راہِ خدا میں ایسا اور اتنا خرچ کرنے والے تھے کہ بعض دفعہ گھر میں اپنی ضرورت کے لیے بھی باقی نہ بچتا تھا، اس کے باوجود رسول اللہ ﷺ نے بعض دفعہ بہت قیمتی لباس خرید کر بھی زیب تن فرمایا جو کہ اس معاشرے میں بہت امیر، رئیس اور سردار قسم کے لوگ پہنا کرتے تھے، چنانچہ اسحاق بن عبد اللہ بن حارث فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ستائیس انٹنیوں کے عوض ایک حلہ (جوڑا) خریدا، پھر آپ نے اسے پہنا۔[13]

---

[12] السجستانی ، سلیمان بن اشعث ، ابوداؤد، السنن ، کتاب اللباس ، باب فی لبس الصوف والشعر

[13] اصبہانی، ابوالشیخ ،اخلاق النبی ﷺ ،مکتبة الشامله ، الاصدار الثالث ، ص 296

رسول اللہ ﷺ کا تجمل اور جنتی لباس کا تذکرہ:

رسولِ مکرم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا لباس اتنا عالی شان اور اسے زیب تن فرما کر آپ ﷺ ایسی شان وشوکت سے لوگوں میں نمایاں ہوتے کہ بعض دفعہ لوگوں کی عقلیں حیران رہ جاتی، اور دیکھنے والے یہ سمجھتے کہ یہ لباس جس شان وشوکت سے رسولِ مکرم ﷺ نے پہنا ہے، یہ دنیاوی لباس ہی معلوم نہیں ہوتا بلکہ یوں معلوم ہوتا ہے جیسے یہ جنت سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ ﷺ کو بطورِ تحفہ بھیجا گیا ہے۔ اب اس لباس کی خوبصورتی، نفاست اور عمدگی کو کن الفاظ میں بیان کیا جاسکتا ہے کہ جسے دیکھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ورطہ حیرت میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ شاید ایسا لباس تو دنیا میں تیار ہی نہیں ہو سکتا اور اس کا کسی اور کے لیے میسر ہونا ہی ممکن نہیں ہے۔ چنانچہ ''سیدنا انس سے مروی ہے کہ شاہِ روم نے سید الانبیا محمد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں باریک ریشم کا ایک جبہ بطورِ تحفہ بھیجا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے پہنا۔ میں اس وقت بھی گویا اس کی لہراتی آستینوں کو دیکھ رہا ہوں۔ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا یہ آپ کے لیے آسمان سے اُترا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"أَتَعْجَبُونَ مِنْ هَذَا فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَمَنَادِيلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ أَحْسَنُ مِنْ هَذَا" [14]

''کیا تم اسے تدیکھ کر تعجب کرتے ہو؟ پس اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے، یقیناً جنت میں سعد بن معاذ کے رومال اس سے بھی زیادہ اچھے ہیں۔''

آقائے نامدار کی جمال پسندی اور راہِ اعتدال:

قیصر روم کی طرف سے بطورِ ہدیہ ملنے والا جبہ رسول اللہ ﷺ نے پہنا اور پھر منبر پر تشریف لائے اور خطبہ ارشاد فرمایا۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تو بذاتِ خود نہایت حسین و جمیل تھے لیکن یہ جبہ پہننے سے آپ کا چہرہ مبارک مزید روشن ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ منبر سے نیچے تشریف لے آئے اور جب سیدنا جعفر حبشہ سے واپس آئے تو آپ نے یہ جبہ انہیں بطورِ تحفہ مرحمت فرمادیا۔[15]

---

[14] احمد بن حنبل ، امام، مسنداحمد، مؤسسة الرساله،الطبعة الثانيه 1420ھ ، 1999،ج3، ص238

[15] کیلانی، محمد ابراہیم، طاہر، حافظ، سیرت انسائیکلوپیڈیا، دارالسلام، لاہور، پاکستان، ج11، ص260

ریشمی نقش و نگار:

ریشم مسلمانوں پر پہننا حرام قرار دیا گیا ہے، شروع اسلام میں جب تک ریشم کی حرمت کا حکم نازل نہیں ہوا تھا تو رسول اللہ ﷺ ریشم کا لباس بھی زیب تن فرماتے تھے، جبکہ ریشم ہر دور میں ہی بہت زیادہ قیمتی اور مہنگی ہوتی ہے۔ اور بعض دفعہ ایسا لباس پہنتے جس پر ریشم کے نقش و نگار ہوتے تھے، جیسے ہمارے ہاں کڑھائی والے سوٹ اور ڈیزائن پہنے جاتے ہیں، اسی طرح اُس دور میں ریشم کی کے نقش و نگار والے کپڑے بھی پہنے جاتے تھے۔ اب اگرچہ ریشم کا لباس پہننا مسلمانوں کے لیے حلال اور جائز نہیں ہے مگر شریعت نے ریشم کے نقش و نگار یا کڑھائی وغیرہ والے لباس کا جواز برقرار رکھا ہے۔ اور اللہ کے رسول ﷺ بھی ریشم لگا ہوا، یا اس کے ساتھ مزین کیا ہوا لباس پہن لیتے تھے، چنانچہ "سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام عبد اللہ سے روایت ہے کہ ایک روز سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے طیلسان (موٹے کپڑے) کا ایک کسروانی (کسریٰ کے عہد میں پہنا جانے والا) جبہ نکالا، اس پر ریشم کے نقش و نگار بنے ہوئے تھے اور اس کے دونوں پلوؤں پر ریشم لگا ہوا تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا جبہ ہے، آپ ﷺ اسے پہنا کرتے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اس عالم فانی سے رحلت فرمائی تو یہ جب ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہا۔ جب انہوں نے وفات پائی تو اسے میں نے لے لیا۔ جب ہم میں سے کوئی بیمار ہوتا ہے تو ہم اس جبہ کو دھوتے ہیں اور اس کی دھوون مریض کو پلاتے ہیں، اس کی برکت سے اللہ اس کو شفا بخشتا ہے۔[16]

وفود کی آمد پر نبی مکرم ﷺ کا اہتمام:

مہمان کی تکریم و عزت کرنا اور ان کے لیے اہتمام کرنا، شرع متین کی بنیادی تعلیمات میں سے ایک ہے، رسول اللہ ﷺ جہاں پر بہت زیادہ مہمان نواز تھے اور مہمان نوازی کا حکم دیتے تھے، وہاں پر آپ ﷺ مہمانوں کی آمد پر خصوصی اہتمام بھی کرتے تھے، اچھا اور بہترین کھانا کھلاتے، عمدہ خوراک سے ان کی تواضع فرماتے، اور ان سے

---

[16] ابن قانع، عبداللہ ابوالحسین، معجم الصحابہ، مکتبۃ الغرباء الاثریہ، المکتبۃ الشاملہ، الاصدار الثالث، ج 2، ص45

ملاقات کیلئے عمدہ لباس زیب تن فرماتے تھے۔ اور مہمانوں کی آمد پر تیاری کرنے اور خصوصی اہتمام کرنے کے لیے آپ ﷺ ایک چادر پہنتے تھے، چنانچہ عروہ بن زبیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا وہ لباس جسے پہن کر آپ ﷺ وفود سے ملاقات فرماتے تھے، اس میں ایک چادر تھی جو حضرت موت کی بنی ہوئی تھی۔ اس کا طول چار ہاتھ (اوسطاً 2 میٹر، 16 سینٹی میٹر) اور عرض دو ہاتھ (اوسطاً ایک میٹر، 8 سینٹی میٹر) اور ایک بالشت تھا۔[17]

ایک اچھے اور معیاری کپڑا تیار کرنے والے علاقے سے درآمد شدہ چادر کا استعمال کرنا رسول اللہ ﷺ کی نفاست پسندی کی بین دلیل ہے۔ ورنہ ظاہر ہے کہ عرب کی بنی ہوئی چادریں اور لباس بھی تو وافر موجود تھا، مگر عمدگی اور اور حسن وجمال کے اختیار کرنے میں رسول اللہ ﷺ نے حضرموت کے علاقے کی بنی ہوئی چادر زیب تن فرمائی۔

نعلین پاک:

آپ ﷺ کے نعلین پاک بھی عمدہ اور معیاری تھے، چمڑے کا بنا ہوا جوتا اِس ترقی یافتہ دور میں بھی معیاری اور عمدہ سمجھا جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ وہ دیگر چیزوں سے بنے ہوئے جوتوں کے مقابلے میں عمومی طور پر مہنگا اور قیمتی بھی ہوتا ہے، اور ظاہر ہے جیسے آج کل کے جدید دور میں چمڑے کو صاف کرنے اور اسے استعمال میں لانے کے لیے کیمیکل موجود ہیں، اُس دور میں اتنی صفائی سے چمڑے کا صاف ہونا ظاہری طور پر ممکن نہیں ہے۔ تب چمڑے کے بنے ہوئے جوتوں پر بعض دفعہ جانوروں کے بال باقی ہوتے تھے، جو دیکھنے میں معیوب اور انسانی فطرت کے لیے گراں تھے۔ لیکن چونکہ ان کی صفائی کا کوئی بہت اعلیٰ قسم کا طریقہ نہ ہونے کی وجہ سے لوگ انہیں استعمال کر لیتے تھے۔ مگر رسول اللہ ﷺ کے نعلین پاک چمڑے کے بنے ہوتے تھے مگر ان پر بال نہیں ہوتے تھے۔ چنانچہ سیدنا عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے کہ:

"فإني رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يلبس النعل التي ليس فيها شعر ويتوضأ فيها"[18]

---

[17] کیلانی، محمد ابراہیم، طاہر، حافظ، سیرت انسائیکلوپیڈیا، دار السلام، لاہور، پاکستان، ج 11، ص 260

[18] بخاری ، محمد بن اسماعیل ، الجامع الصحیح ، کتاب الوضو، باب غسل الرجلین فی النعلین ولا یمسح علی النعلین

"میں اپنے آقائے نامدار جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ سبتیہ جوتے پہنے ہوئے تھے، یعنی وہ ایسے چمڑے کے بنے ہوئے جوتے جس پر بال نہیں ہوتے اور آپ یہی جوتے پہنے پہنے وضو فرماتے۔"

انگشتری کی چمک دمک:

نبی مکرم ﷺ خوبصورتی اور حسن وجمال کو پسند فرماتے تھے، مزاج شریف انتہائی نفیس تھا، یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ ہر چیز میں عمدگی کا خیال رکھتے، عادات واطوار میں بھی اس کا لحاظ کرتے اور ضروریات میں بھی اسے مدنظر رکھتے تھے۔ کسی چیز کو استعمال میں لانا ضروری اور مجبوری ہوتا تو مزاجِ اقدس میں یہ چاہت ہوتی تھی کہ وہ بھی خوبصورتی اور عمدگی کے ساتھ ہو، نہ کہ صرف ضرورت پوری کرنے کے لیے اور وقت پاس کرنے کے لیے، ضروریات کی قسم میں سے ہی ایک چیز انگوٹھی مبارک کا بنوانا ہے جس کے بارے میں امام بخاری کی روایت میں ہے کہ "سیدنا انس ؓ فرماتے ہیں کہ رسالت مآب ﷺ نے جب قیصر وکسریٰ اور دیگر سلاطین عالم کو دعوت نامے بھیجنے کا ارادہ فرمایا تو آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کی گئی کہ جب تک کسی خط پر مہر ثبت نہ ہو اس وقت تک سلاطین خط وصول نہیں کرتے، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے ایک انگشتری بنوائی، جس پر یہ الفاظ مبارک نقش تھے۔" اللہ، رسول، محمد "سیدنا انس ؓ کہتے ہیں کہ اس وقت بھی جبکہ میں اس مبارک انگشتری کا تذکرہ کر رہا ہوں مجھے آپ ﷺ کے دست مبارک میں اس انگشتری کی چمک دمک صاف نظر آرہی ہے۔[19]

خوشبو کی عمدگی اور اس کا انتخاب:

ہر انسان فطرتاً خوشبو کو پسند کرتا ہے اور پرفیوم یا عطر کا استعمال بڑی حد تک انسانی زندگی کا حصہ ہے، رسول اللہ ﷺ عطر اور خوشبو لگاتے بھی تھے اور اس کی محبت بھی بیان فرمائی۔ آپ ﷺ کا مزاجِ مبارک خوشبو کے استعمال میں بھی انتہائی اعلیٰ وارفع تھا، کہ آپ ﷺ اس دور میں موجود دنیا کی بہترین خوشبوئیں استعمال فرماتے تھے۔ صرف خوشبو لگالینا، اعلیٰ نفاست طبع کی دلیل نہیں ہے بلکہ خوشبو کا انتخاب بھی اس کا اہم حصہ ہے۔ کستوری

---

[19] بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، كتاب العلم، باب مايذكر في المناولة وكتاب اهل العلم بالعلم الى البلدان

بہترین اور انتہائی عمدہ خوشبو ہے، جسے رسول اللہ ﷺ نے سب سے اعلیٰ خوشبو قرار دیا ہے، اور آپ ﷺ کستوری اور عنبر کو پسند فرماتے تھے، چنانچہ محمد بن علی کہتے ہیں کہ:

"سألت عائشة أكان رسول الله صلى الله عليه و سلم يتطيب قالت نعم بذكارة الطيب المسك والعنبر"[20]

''میں نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ خوشبو استعمال کرتے تھے ؟ انہوں نے فرمایا: ہاں۔ آپ ﷺ مردوں والی خوشبوئیں لگایا کرتے تھے۔ کستوری اور عنبر۔''

کستوری ایک قدرتی اور بہترین خوشبو ہے، جو فی زمانہ بھی بہت مہنگی اور قیمتی ہے۔ حکماء اس کو کئی امراض سے شفا کے لیے بطورِ دوا استعمال کرتے ہیں، اور اسے ہرن کے ناف سے حاصل کیا جاتا ہے۔ جو کہ بہت مشقت اور دقت سے حاصل ہوتی ہے اور مقدار بھی بہت کم ہوتی ہے، اسی لیے عام طور پر اسے بہت امیر اور مالدار لوگ ہی حاصل کر سکتے ہیں۔ مگر رسول اللہ ﷺ کے مزاج شریف کی نفاست ہے کہ آپ ﷺ کستوری اور عنبر کو پسند فرماتے تھے۔ اور خوشبو کے بارے میں آپ ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ خوشبو کا تحفہ کبھی رد نہ فرماتے، بلکہ اسے خوش دلی سے قبول فرماتے تھے۔

موئے مبارک اور چاندی جیسی چمک:

انسانی زندگی کے کئی مراحل ہیں جن سے ہر انسان بہر حال گزرتا ہے۔ اگرچہ رسول اللہ ﷺ سب سے اعلیٰ وافضل انسان اور سید الانبیاء ﷺ کے عظیم منصب پر فائز ہیں، مگر انسانی زندگی کے مراحل سے آپ ﷺ بھی گزرے، کبھی عدم سے وجود بخشا گیا، بچپن ملا تو لڑکپن کی طرف سفر جاری ہوا، لڑکپن سے گزرتے ہوئے جوانی کے مراحل طے کیے اور بالآخر بڑھاپے میں قدم رنجھا فرمائے۔ بڑھاپے کے اثرات انسان پر ضرور ظاہر ہوتے ہیں، جن سے دیکھنے والے کو عمر کے بارے میں بھی کافی حد تک اندازہ ہو جاتا ہے۔ رسولِ اکرم ﷺ بھی بڑھاپے کی طرف چلے تو آپ ﷺ کے بالوں میں چاندی جیسی سفیدی شروع ہوئی، سفید بالوں کی تعداد اگرچہ بہت زیادہ نہ تھی، چند ہی

---

[20] النسائی، احمد بن شعیب، السنن، کتاب الزینۃ، باب العنبر

بال سفید ہوئے تھے کہ آپ ﷺ دارِ باقی کی طرف کوچ فرما گئے۔ سفید بال آنا فطرت کا حصہ ہے اسی لیے انہیں اکھاڑنا جائز اور درست نہیں ہے۔ مگر ان کی رنگت تبدیل کرنے سے انسانی وجاہت میں اضافہ ہوتا ہے اور طبی نقطہ نظر سے بالوں کی سیاہی مائل رکھنے سے انسان نفسیاتی طور پر بھی اپنے آپ کو کمزور اور ناتواں نہیں سمجھتا۔ اس لیے رسولِ اکرم ﷺ نے اپنے امتیوں کو بھی یہ حکم دیا کہ سفید بالوں کی رنگت تبدیل کی جائے اور خود بھی اس پر عمل کیا۔ چنانچہ "عثمان بن عبد اللہ بن موہب فرماتے ہیں کہ میرے اہل خانہ نے ایک پیالے میں پانی ڈال کر مجھے ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجا۔ سیدہ چاندی کا ایک چھوٹا سا برتن لے آئیں جس میں اللہ کے پیارے رسول ﷺ کے کچھ موئے مبارک تھے۔ جب کسی شخص کو نظر بد لگتی یا اور کوئی عارضہ پیش آتا تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں ایک برتن بھیجا جاتا۔ وہ اس موئے مبارک کو پانی میں ڈالتیں اور یہ پانی بیمار کو پلا دیا جاتا تھا۔ میں نے اس برتن میں جھانکا تو اس میں کئی بال نظر آئے جن کی رنگت سرخ تھی۔[21]

سفر اور سامانِ تجمل:

نبی محترم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا سامانِ تجمل ہر وقت آپ ﷺ کے ہمراہ ہوتا تھا، عام طور پر جو چیزیں انسان کو حضر میں میسر ہوتی ہیں، سفر میں ان کا ملنا ناممکن یا مشکل ہوتا ہے۔ مگر آپ ﷺ ایسے اعلیٰ ذوق کے ساتھ صفائی اور نفاست پسند فرماتے تھے کہ آپ ﷺ کا سامانِ تجمل آپ کے سفر و حضر میں آپ کے ہمراہ ہوتا تھا۔ چنانچہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سرکار دوعالم ﷺ سفر و حضر میں ان پانچ چیزوں کو نظر انداز نہیں فرماتے تھے: آئینہ، سرمہ دانی، کنگھی، تیل اور مسواک۔[22]

آئینہ، سرمہ دانی، کنگھی، تیل اور مسواک میں سے ایک ایک چیز کا انسان کے پاس ہونا اس کی نفاست طبع کی بہت بڑی اور واضح دلیل ہے۔ دراصل گندی اور بُری حالت سے رسول اللہ کے مزاجِ اقدس پر شدید گراں گزرتی تھی، آپ ﷺ کسی کو بھی گھٹیا اور حقیر لباس میں دیکھتے تو اسے بھی عمدہ اور اچھا لباس پہننے کا حکم دیتے تھے۔ رسول

---

[21] بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب اللباس، باب ما یذکر فی الشیب

[22] کیلانی، محمد ابراہیم، طاہر، حافظ، سیرت انسائیکلوپیڈیا، دارالسلام، لاہور، پاکستان، ج11، ص275

اللہ ﷺ بالوں میں عموماً بڑے بال رکھتے اور انہیں پسند فرماتے تھے۔ مگر سیرت طیبہ کی ورق گردانی کرنے سے کوئی ایک بھی ایسا موقع نظر سے نہیں گزرتا کہ رسول اللہ ﷺ کے بال پراگندہ حال ہوں، یا بکھرے ہوئے اور بے ڈھنگے ہوں، بلکہ ہمیشہ خوشبو سے معطر، تیل سے منظف اور کنگی سے مرتب کیے ہوئے ہوتے تھے۔ آپ ﷺ کے بالوں سے آپ ﷺ کی وجاہت اور عمدگی نظر آتی تھی، وہ دیکھنے والوں کے لیے پرکشش اور دلفریب ہوتے تھے۔ ان دلائل سے ہمارے معاشرے میں پائے جانے والے اس تصور کی بھی یکسر نفی ہوتی ہے کہ مذہبی پیشواؤں اور رہنماؤں کو دنیا کے بالکل قطع تعلق رہنا چاہیے اور آج کے اکثر مذاہب عالم کے پیشواؤں کے لیے بھی یہ معیار سمجھا جاتا ہے کہ وہ ایک ہی کپڑے میں عرصہ گزار دیں، اچھالباس پہننا، عمدہ اندازِ زندگی اختیار کرنا اور دنیاوی چیزوں سے فائدہ اُٹھانا ان کے لیے معیوب سمجھا جاتا ہے، اور میلے کچیلے کپڑوں میں رہتے ہیں، غسل کرنے اور نہانے سے احتراز کرتے ہیں، صفائی ستھرائی اور نفاست ونظافت کے اصولوں اور معرفت سے کوسوں دور ہیں، جبکہ رسول اللہ ﷺ ہر چیز میں، ہر معاملے میں اور ہر جگہ پر نفاست طبع کا اظہار کرتے اور آپ ﷺ کے معاملات عمدگی اور حسن نمایاں تھا۔

موتیوں جیسے چمکدار دانت:

مسواک کا استعمال تو رسول اللہ ﷺ ایسی کثرت اور مبالغہ سے کرتے کہ انسانی عقل عالم تحیر میں چلی جاتی ہے۔ پانچوں نمازوں کے ساتھ مسواک کا اہتمام، گھر داخل ہوتے ہوئے مسواک کرنا، گھر سے نکلتے وقت مسواک کرنا، رات کو سوتے وقت مسواک کرنا، صبح بیدار ہوئے تو سب سے پہلے مسواک کرنا، آپ ﷺ کا معمول تھا۔ دانتوں کی صفائی کے لیے جہاں تک ممکن ہو تا آپ ﷺ تازہ مسواک کو ترجیح دیتے اور مسواک کرتے وقت جس قدر قوت برداشت ہوتی آپ ﷺ مسواک کو حلق کے اندر لے جاتے تاکہ گلے کی رگوں سے ہر قسم کی رطوبتیں خارج ہو جائیں۔ اس طرح دانتوں کی مضبوطی میں اضافہ اور معدے کے فاسد مادے خارج ہوتے ہیں۔ معدہ ہلکا محسوس ہونے لگتا ہے۔ دانتوں کی صفائی جہاں انسانی وقار میں اضافے کا سبب ہے وہاں اللہ کی خوشنودی اور طبی نقطۂ نظر سے متعدد فوائد کے حصول کا ذریعہ بھی ہے۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ مسواک کے فائدوں کو شمار کرنا ممکن نہیں ہے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ خود بھی اس پر مبالغے سے عمل پیرا تھے اور آپ ﷺ کی دانت موتیوں جیسے چمکدار تھے۔

گھر کے برتن:

رسولِ رحمت ﷺ کے گھر میں استعمال ہونے والی چیزوں میں بھی صفائی ستھرائی نمایاں نظر آتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے کاشانہ اقدس میں ایک پیالہ تھا جسے ریان کہا جاتا، دوسرے پیالے کو مغیث کہا جاتا تھا، ایک اور پیالہ بھی تھا جس پر چاندی کی زنجیر چڑھی ہوئی تھی، یہ زنجیر سیدنا انس نے چڑھائی تھی۔[23]

مکمل برتن سونے یا چاندی کا استعمال کرنا اہل اسلام کے لیے جائز اور حلال نہیں ہے، مگر ٹوٹے ہوئے برتن کو جوڑنے کے لیے اتنی مقدار میں سونا چاندی استعمال کیا جاسکتا ہے۔ غالباً اسی لیے رسول اللہ ﷺ کے پیالے کو چاندی کی زنجیر چڑھا کر جوڑا گیا تھا۔

سامانِ حرب وضرب میں عمدگی:

رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اقدس ایسی نفیس ترین تھی کہ سامانِ حرب وضرب میں بھی عمدگی اور نفاست کو مد نظر رکھتے، حالانکہ میدان میں تو دشمن کا مقابلے کرنے کے لیے جیسی تیسے آلات بھی میسر آجائیں، انہی کو غنیمت سمجھا جاتا ہے، مگر آپ ﷺ میدانِ جنگ میں سامانِ حرب وضرب میں بھی عمدگی اور اچھائی کو پسند فرماتے تھے۔ چنانچہ سیدنا علی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک میں عربی کمان تھی۔ آپ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا جس کے ہاتھ میں فارسی کمان تھی۔ آپ ﷺ نے اُس شخص سے فرمایا: یہ تم نے کیا بانس اُٹھا رکھا ہے؟ پھر اپنی قوس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: اس قسم کی کمانیں اور نیزے استعمال کرو۔ اس طرح اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعہ سے دین کی تائید فرمائے گا اور تمہیں ان ملکوں کا مالک بنادے گا۔[24]

جہاد میں استعمال ہونے والی سواریوں میں گھوڑے بڑی اہمیت کے حامل ہیں، رسول اللہ ﷺ تمام جانوروں سے بڑھ کر گھوڑوں سے محبت کرتے تھے۔ ان کی تعریف کرتے تھے اور ان کے بارے میں وصیت فرمائی، سیرت انسائیکلوپیڈیا میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو وحی کے ذریعے سے گھوڑوں کا خیال رکھنے کی اس قدر تاکید کی گئی تھی کہ ایک دن آپ ﷺ اپنی چادر مبارک سے گھوڑے کا منہ صاف کر رہے تھے۔ عرض کی گئی: اے اللہ کے

[23] الشامی، محمد بن یوسف ، سبل الهدیٰ والرشاد، مكتبه شامله، الاصدار الثالث ، ج7، ص361

[24] قزوینی، محمد بن یزید، ابن ماجه ، السنن، كتاب الجهاد، باب السلاح

رسول ﷺ ایسا کیوں کر رہے ہیں؟ فرمایا: آج رات گھوڑوں کے بارے میں مجھ پر عتاب فرمایا گیاہے۔ ایک دن رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک گھوڑا پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ نے اس کے چہرے، دونوں آنکھوں اور نتھنوں کو اپنی قمیص مبارک کی آستین سے صاف کیا۔ عرض کی گئی کہ آپ اپنی قمیص مبارک کی آستین سے گھوڑے کو صاف کر رہے ہیں؟ فرمایا: جبریل نے مجھے ان کے بارے میں عتاب کیاہے۔[25]

اس سے ظاہر ہوتاہے کہ جانوروں تک میں رسول اللہ ﷺ کو صفائی پسند تھی، یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ اپنے قمیص مبارک کی آستین سے گھوڑے کو صاف کر رہے ہیں۔ دراصل اس سے امت کو یہ تعلیم دینا بھی مقصود ہے کہ صفائی ستھرائی اور عمدگی کی اہمیت کتنی زیادہ ہے۔ کہ وہ پیغمبر جن کے لعاب مبارک اور وضو کے قطرات کو آپ کے اصحاب زمین پر نہیں گرنے دیتے، وہ گھوڑے کو اپنے قمیص مبارک سے صاف کر رہے ہیں۔

اور گھوڑوں میں بھی عمدہ، اچھی نسل کے، تیز رفتار، زیادہ مشقت برداشت کرنے والے اور بہترین گھوڑے آپ ﷺ کو پسند تھے۔ اور اس کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے گھوڑے دیکھنے میں بھی انتہائی خوبصورت اور عمدہ ہوتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کے ایک گھوڑے کانام "السکب " ہے۔" یہ گھوڑارسول اللہ ﷺ نے بنوبزارہ کے ایک آدمی سے مدینہ طیبہ کے بازار میں خریدا اور اس کی دس اوقیہ چاندی قیمت ادا کی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسی گھوڑے پر سوار ہو کر معرکہ اُحد میں شرکت فرمائی۔ یہ گھوڑا پنج کلیاں تھا، اس کی پیشانی پر سفید نشان تھا اور اس کے چاروں پاؤں بھی سفید تھے۔ اس کا رنگ کمیت یعنی سرخ وسیاہ بیان کیا گیاہے۔ رسول اللہ ﷺ اکثر اس پر سواری فرماتے رہے۔ ابن اثیر نے کہاہے کہ یہ گھوڑا مشکی رنگ کا تھا۔ بڑا تیز رفتار تھا، اسی لیے اس کو سکب کے نام سے موسوم کیا گیا جس کے معنٰی ہی تیزی اور طغیانی ہیں۔[26]

نتائج:

- نبی مکرم ﷺ اپنی ذات کے اعتبار سے تمام انسانیت میں اعلیٰ وافضل تھے۔

---

[25] کیلانی، محمد ابراہیم، طاہر، حافظ، سیرت انسائیکلوپیڈیا، دارالسلام، لاہور، پاکستان، ج11، ص289

[26] کیلانی، محمد ابراہیم، طاہر، حافظ، سیرت انسائیکلوپیڈیا، دارالسلام، لاہور، پاکستان، ج11، ص291

- آپ ﷺ کی صفات عالیہ کامل واکمل اور انتہائی عالی شان تھیں۔
- انسانی بساط کی اختیار کردہ حسن وجمال کی تمام صورتیں آپ ﷺ میں بدرجہ اتم موجود تھیں۔
- آپ ﷺ اعتدال ومیانہ روی کے ساتھ نفاست وعمدگی اپنانے کو پسند فرماتے تھے۔
- اسلامی اصول وضوابط کے مطابق نفاست وجمال کو اپنانا نہ صرف جائز بلکہ مستحب ہے۔
- نفاست وعمدگی انسانی طبع پر خوشگوار اثرات مرتب کرتی ہے۔
- کوئی بھی کام جب عمدگی اور سلیقہ شعاری سے کیا جائے تو اس کی حیثیت بڑھ جاتی ہے۔
- عبادات سے لے کر معاملات تک سیرتِ رسول ﷺ سے ہمیں عمدگی کا سبق ملتا ہے۔